یومِ عاشورا سمیت ماہِ محرم الحرام کے روزوں کی
حقیقت، فضیلت اور احکام سمجھنے کے لیے مطالعہ کیجیے!

ماہِ مُحَرّم الحَرام
کے روزوں کے فضائل واحکام

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

ماہِ محرم کے روزوں کی فضیلت:

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، اسی سے اسلامی سال کی ابتدا ہوتی ہے، شریعت کی نگاہ میں اس مہینے کو بھی بڑی حُرمت، عظمت، فضیلت اور اہمیت حاصل ہے، اسی وجہ سے اس ماہِ محرم و محترم میں عبادات کی ادائیگی بھی بڑی فضیلت اور اہمیت رکھتی ہے۔ اس ماہ کی عبادات میں سے ایک اہم عبادت روزہ بھی ہے کہ اس ماہِ محرم میں روزے رکھنے کی بھی فضیلت ہے، ہر دن کے روزے کی فضیلت ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ماہ محرم حرمت اور عظمت والا مہینہ ہے:

ماہِ محرم اُن چار مبارک مہینوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے کائنات بناتے وقت ہی سے حُرمت اور عظمت عطا فرمائی ہے، چنانچہ سورتِ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا (تقاضا) ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت سے ایک تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی سال کے بارہ مہینے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائے ہیں، جس سے اسلامی سال اور اس کے مہینوں کی قدر و قیمت، برتری اور اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہو جاتی ہے کہ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حُرمت اور عظمت والے ہیں، ان چار مہینوں کو **أَشْهُرُ الْحُرُم** کہا جاتا ہے، ان کی تعیین صحیح بخاری کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ:

٣١٩٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنِ

ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا: أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ».

ترجمہ: حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ ”زمانہ اب اپنی اسی ہیئت اور شکل میں واپس آگیا ہے جو اُس وقت تھی جب اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا(اس ارشاد سے مشرکین کے ایک غلط نظریے اور طرزِ عمل کی تردید مقصود ہے جس کا ذکر سورتِ توبہ آیت 37 میں موجود ہے۔)، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حُرمت (، عظمت اور احترام) والے ہیں، تین تو مسلسل ہیں یعنی: ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ اور مُحرم، اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے جو کہ جُمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔“

اَشْهُرُ الْحُرُم کی حُرمت کا نتیجہ اور تقاضا:

ان چار مہینوں کی عزت وعظمت اور احترام کی بدولت ان میں ادا کی جانے والی عبادات کے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ گناہوں کے وبال اور عذاب میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان مہینوں میں عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے کا بخوبی اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرات اہلِ علم فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار مہینوں میں عبادت کا اہتمام کرتا ہے اس کو سال کے باقی مہینوں میں بھی عبادات کی توفیق ہو جاتی ہے اور جو شخص ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تو سال کے باقی مہینوں میں بھی اسے گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوتی ہے۔

(احکام القرآن للجصاص سورۃ التوبہ آیت: 36، معارف القرآن سورۃ التوبہ آیت: 36)

”احکام القرآن للجصاص“ کی ایمان افروز عبارت ملاحظہ فرمائیں جو کہ سورۃ التوبہ آیت: 36 کی تفسیر میں مذکور ہے:

وَإِنَّمَا سَمَّاهَا حُرُمًا؛ لِمَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا: تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهَا وَقَدْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ أَيْضًا

يَعْتَقِدُونَ تحريم القتال فيها، وقال الله تعالى: «يسئلونك عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَال فيه كبير»، وَالثَّانِي: تَعْظِيمُ انْتِهَاكِ الْمَحَارِمِ فِيهَا بِأَشَدَّ مِنْ تَعْظِيمِهِ فِي غَيْرِهَا وَتَعْظِيمِ الطَّاعَاتِ فِيهَا أَيْضًا، وَإِنَّمَا فَعَلَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ؛ لِمَا فِيهِ مِنْ الْمَصْلَحَةِ فِي تَرْكِ الظُّلْمِ فِيهَا لِعِظَمِ مَنْزِلَتِهَا فِي حُكْمِ اللهِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى الطَّاعَاتِ من الاعتمار وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهَا كَمَا فَرَضَ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ فِي يَوْمٍ بِعَيْنِهِ وَصَوْمَ رَمَضَانَ فِي وَقْتٍ مُعَيَّنٍ وَجَعَلَ بَعْضَ الْأَمَاكِنِ فِي حُكْمِ الطَّاعَاتِ، وَمُوَاقَعَةُ الْمَحْظُورَاتِ أَعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ غَيْرِهِ نَحْوَ بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَيَكُونُ تَرْكُ الظُّلْمِ وَالْقَبَائِحِ فِي هَذِهِ الشُّهُورِ وَالْمَوَاضِعِ دَاعِيًا إلى تركها في غيره، ويصير فِعْلِ الطَّاعَاتِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهَا فِي هَذِهِ الشُّهُورِ وَهَذِهِ الْمَوَاضِعِ الشَّرِيفَةِ دَاعِيًا إِلَى فِعْلِ أَمْثَالِهَا فِي غَيْرِهَا لِلْمُرُورِ وَالِاعْتِيَادِ وَمَا يَصْحَبُ اللهُ الْعَبْدَ مِنْ تَوْفِيقِهِ عِنْدَ إِقْبَالِهِ إِلَى طَاعَتِهِ وَمَا يَلْحَقُ الْعَبْدَ مِنَ الْخِذْلَانِ عِنْدَ إِكْبَابِهِ عَلَى الْمَعَاصِي وَاشْتِهَارِهِ وَأُنْسِهِ بِهَا، فَكَانَ فِي تَعْظِيمِ بَعْضِ الشُّهُورِ وَبَعْضِ الْأَمَاكِنِ أَعْظَمُ الْمَصَالِحِ فِي الِاسْتِدْعَاءِ إِلَى الطَّاعَاتِ وَتَرْكِ الْقَبَائِحِ، وَلِأَنَّ الْأَشْيَاءَ تَجُرُّ إِلَى أَشْكَالِهَا وَتُبَاعِدُ مِنْ أَضْدَادِهَا فَالِاسْتِكْثَارُ مِنَ الطَّاعَةِ يَدْعُو إِلَى أَمْثَالِهَا وَالِاسْتِكْثَارُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ يَدْعُو إِلَى أَمْثَالِهَا.

ماہِ محرم کی حرمت کا تقاضا:

چوں کہ ماہِ محرم بھی ان چار مبارک مہینوں میں سے ہے، اس لیے اس میں بھی عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے اجتناب بڑی اہمیت رکھتا ہے، چوں کہ روزہ بھی ایک اہم عبادت ہے اس لیے اس سے ماہِ محرم کے پورے مہینے میں روزے رکھنے کی فضیلت بخوبی ثابت ہو جاتی ہے۔

ماہِ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے ہیں:

احادیثِ مبارکہ میں خصوصی طور پر محرم کے روزوں کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ:

2812: حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ».

ترجمہ:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''رمضان کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے ہیں، اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی ہے۔''

یومِ عاشورا کے روزے کی فضیلت:

ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ماہِ محرم کے پورے مہینے کے روزوں کی بڑی فضیلت ہے، البتہ اس ماہ میں خصوصیت کے ساتھ عاشورا یعنی محرم کی دسویں تاریخ کے روزے کو بڑی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن کا روزہ مہینے کے باقی ایام کے روزوں سے افضل ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ:

2006: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ.

ترجمہ:

حضور ﷺ عاشورا کے دن کے روزے اور ماہِ رمضان کے روزوں کو دیگر ایام پر فضیلت دیتے تھے۔

اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ:

2803: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ -قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ- عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ .... «صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».

ترجمہ:

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "عاشورا کے دن روزہ رکھنے سے پچھلے ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

یومِ عاشورا کے روزے کا تاریخی پہلو:

- صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ:

1592: عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ، فَلَمَّا فَرَضَ اللهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ».

2002: عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

- صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ:

2714: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِى تَصُومُونَهُ؟» فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ، أَنْجَى اللهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ، وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ، فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا، فَنَحْنُ نَصُومُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ»، فَصَامَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

ان دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورا کا روزہ رکھتے تھے، رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے حضور ﷺ مکہ میں عاشورا کا روزہ رکھتے تھے، مدینہ آنے کے بعد حضور ﷺ نے دیکھا کہ یہود اس دن روزہ رکھتے ہیں، تو حضور ﷺ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، تو یہود نے کہا کہ یہ عاشورا تو عظیم الشان دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی، اور

فرعون کو اپنی قوم سمیت غرق کر دیا تھا، تو حضرت موسی علیہ السلام نے شکر کے طور پر اس دن روزہ رکھا، اس لیے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم حضرت موسی علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں، چنانچہ حضور ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، (اسی سے بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورا کا روزہ فرض تھا۔) پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عاشورا کا روزہ رکھنے سے متعلق ہر ایک کو اختیار ہے، کوئی رکھنا چاہے تو رکھ لے اور نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھے۔ اس سے عاشورا کے روزے کی فرضیت تو منسوخ ہوگئی البتہ اس کا مستحب ہونا برقرار رہا۔

یومِ عاشورا کے روزے کے ساتھ ایک اور روزہ ملانے کی حقیقت اور حکم:

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ:

2722: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما يَقُولُ: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ -إِنْ شَاءَ اللهُ- صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ». قَالَ فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

ترجمہ:

حضور ﷺ نے جب عاشورا کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہود و نصاری تو اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ اگلے سال ہم نو تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔“، لیکن اگلے سال سے پہلے ہی انتقال فرما گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے یہود و نصاری کی مشابہت سے بچنے کے لیے نو محرم کا

روزہ رکھنے کا بھی حکم فرمایا، لیکن اگلا محرم آنے سے پہلے ہی ربیع الاول میں انتقال فرما گئے۔ اس لیے اس حدیث کی رو سے عاشورا کے روزے کے ساتھ 9 یا 11 تاریخ کو مل کر دو روزے رکھنے چاہییے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ:

- مسند احمد میں ہے:

٢١٥٤- قَالَ هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا».

- مصنف عبد الرزاق میں ہے:

٧٨٣٩ - أخبرنا عبد الرزاق قال: أخبرنا بن جريج قال: أخبرني عطاء أنه سمع ابن عباس يقول في يوم عاشوراء: خالفوا اليهود، وصوموا التاسع والعاشر.

- اسی طرح شعب الایمان میں یہ حدیث ہے کہ:

٣٥١٠- أخبرنا ابو الحسين بن الفضل: نا عبد الله بن جعفر: نا يعقوب بن سفيان: حدثني الحميدي: نا سفيان عن بن أبي ليلى، عن داود بن علي، عن أبيه، عن جده: أن رسول الله ﷺ قال: «لئن بقيت لأمرت بصيام يوم قبله أو بعده يوم عاشوراء».

ان احادیث مبارکہ اور شرعی دلائل کی روشنی میں حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ یومِ عاشورا کا تنہا ایک روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مستحب اور بہتر یہی ہے کہ عاشورا کے ساتھ ایک اور روزہ نویں یا گیارہویں تاریخ کا ملا کر دو روزے رکھے جائیں اور یہی حضور اقدس ﷺ کی خواہش کے عین مطابق ہے، جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے:

والظاهر أن صوم عاشوراء من القسم الثاني بل سماه في «الخانية» مستحبًّا فقال: ويستحب أن يصوم يوم عاشوراء بصوم يوم قبله أو يوم بعده؛ ليكون مخالفا لأهل الكتاب، ونحوه في

«البدائع»، بل مقتضى ما ورد من أن صومه كفارة للسنة الماضية وصوم عرفة كفارة للماضية والمستقبلة كون صوم عرفة آكد منه، وإلا لزم كون المستحب أفضل من السنة وهو خلاف الأصل. تأمل.......

(وتنزيها كعاشوراء وحده) أي منفردا عن التاسع أو عن الحادي عشر. «إمداد»؛ لأنه تشبه باليهود، «محيط». قوله: (وسبت وحده)؛ للتشبه باليهود، «بحر». وهذه العلة تفيد كراهة التحريم، إلا أن يقال: إنما تثبت بقصد التشبه كما مر نظيره ط. قلت: وفي بعض النسخ: «وأحد» بدل قوله: «وحده»، وبه صرح في «التاترخانية» فقال: ويكرم صوم النيروز والمهرجان إذا تعمده ولم يوافق يوما كان يصومه قبل ذلك وهكذا قيل في يوم السبت والأحد. اه، أي يكره تعمد صومه إلا إذا وافق يوما كان يصومه قبل كما لو كان يصوم يوما ويفطر يوما أو كان يصوم أول الشهر مثلا فوافق يوما من هذه الأيام. وأفاد قوله: «وحده» أنه لو صام معه يوما آخر فلا كراهة؛ لأن الكراهة في تخصيصه بالصوم؛ للتشبه. وهل إذا صام السبت مع الأحد تزول الكراهة محل تردد؛ لأنه قد يقال: إن كل يوم منهما معظم عند طائفة من أهل الكتاب ففي صوم كل واحد منهما تشبه بطائفة منهم. وقد يقال: إن صومهما معا ليس فيه تشبه؛ لأنه لم تتفق طائفة منهم على تعظيمهما معا، ويظهر لي الثاني بدليل أنه لو صام الأحد مع الاثنين تزول الكراهة؛ لأنه لم يعظم أحد منهم هذين اليومين معا وإن عظمت النصارى الأحد وكذا لو صام مع عاشوراء يوما قبله أو بعده مع أن اليهود تعظمه. (كتاب الصوم)

محرم اور عاشورا کے روزوں سے متعلق چند اہم باتیں:

مذکورہ بالا تفصیل سے چند اہم باتیں سامنے آتی ہیں:

1: ماہِ محرم کے روزے صرف نو اور دس محرم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس مہینے کے ہر ہر دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے، اس لیے وسعت کے مطابق جس قدر چاہیں روزے رکھنا سعادت اور فضیلت کی بات ہے۔

2: ماہِ محرم کے روزوں میں خصوصی فضیلت دس محرم کے روزے کو حاصل ہے، جس کا اجر دیگر ایام کی بنسبت زیادہ ہے، جس کی تفصیل اوپر بیان ہوچکی۔

3: تنہا عاشورا کا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مستحب اور بہتر یہی ہے کہ عاشورا کے ساتھ ایک اور روزہ نویں یا گیارہویں تاریخ کا ملا کر دو روزے رکھے جائیں اور یہی حضور اقدس ﷺ کی خواہش کے عین مطابق ہے۔

بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ آجکل چوں کہ یہود عاشورا کا روزہ نہیں رکھتے اس لیے اب مشابہت نہ رہی، جس کی وجہ سے عاشورا کے روزے کے ساتھ ایک اور روزہ ملانے کا حکم باقی نہیں رہا۔ لیکن اس بات سے اتفاق مشکل ہے کیوں کہ اول تو اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں کہ یہود عاشورا کا روزہ نہیں رکھتے ہیں، دوم یہ کہ یہ کہنا ہی محلِ نظر ہے کہ یہود آجکل یہ روزہ نہیں رکھتے کیوں کہ یہود کا وہ طبقہ جو مذہب کے ساتھ گہری وابستگی رکھتا ہے ان کے بارے میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ عاشورا کا روزہ نہیں رکھتے ہوں گے۔ سوم یہ کہ اگر یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ یہود آجکل روزہ نہیں رکھتے تب بھی حضور ﷺ کی خواہش کے پیشِ نظر دو روزے رکھنا مستحب ہے کیوں کہ دین کے متعدد احکام ایسے بھی ہیں جو کسی مخصوص علت کی وجہ سے مشروع ہوئے تھے، لیکن بعد میں وہ علت نہ پائے جانے کے باوجود بھی سرانجام دیے جارہے ہیں، جیسے طوافِ قدوم میں رمل اس کی عمدہ مثال ہے کہ جو مکہ کے کفار کو قوت دکھانے کے لیے مشروع ہوا تھا لیکن وہ علت نہ پائے جانے کے باوجود بھی آج تک جاری ہے۔

4: اگر کوئی شخص تنہا عاشورا ہی کا روزہ رکھنا چاہے تو ناجائز نہیں بلکہ اس کو اس روزے کا پورا اجر ملے گا، اس لیے وہ حضرات جو کسی وجہ سے دو روزے نہ رکھ سکتے ہوں تو وہ بھی عاشورا کا ایک ہی روزہ رکھ کر اس کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں، کیوں کہ ان دو روزوں میں سے اصل فضیلت عاشورا کے روزے کی ہے، جبکہ یہود کی مشابہت کی وجہ سے ایک اور روزہ ساتھ ملانا ایک اضافی معاملہ ہے۔

5: نو یا گیارہ محرم کے روزے سے متعلق کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں جیسا کہ عاشورا کے روزے کے لیے ثابت ہے، البتہ اس کے لیے یہی فضیلت کافی ہے کہ یہ محرم ہی کا ایک دن ہے اور محرم میں روزے رکھنا رمضان کے بعد سب سے زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور دوسری فضیلت یہ قرار دی جاسکتی ہے کہ عاشورا کے روزے کے ساتھ ان کا روزہ رکھنے کے نتیجے میں یہود کی مشابہت سے بچنے کی حضور اقدس ﷺ کی خواہش پر عمل نصیب ہوتا ہے۔

6: اوپر جو دو روزے رکھنے کی بات ذکر ہوئی تو اس میں اصل روزہ دس محرم کا ہے کہ دس کے ساتھ 9 یا 11 تاریخ کا روزہ ملانے کا استحبابی حکم ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس مہینے کے کسی اور دن روزہ رکھنا چاہے تو اس کے ساتھ کوئی اور روزہ ملانے کا حکم نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے نو محرم کا روزہ رکھ لیا اور وہ دس محرم کا روزہ کسی وجہ سے نہ رکھنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں نو محرم ماہِ محرم کا ایک عام دن ہے، اس کی اپنی فضیلت ہے البتہ اس کے ساتھ دس محرم کا روزہ ملانے کا حکم نہیں۔

7: محرم کے یہ روزے رکھنا زیادہ سے زیادہ مستحب عمل ہے، اس لیے اس کو ضروری سمجھنا اور اس معاملے میں حدود سے تجاوز کرنا ناجائز ہے۔ (مستفاد از: رد المحتار، اصلاحی خطبات، ودیگر کتب)

نفلی روزوں کے چند ضروری احکام

چوں کہ ماہِ محرم میں بہت سے مسلمان نفلی روزے رکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اس لیے ان سے متعلق چند ضروری احکام ذکر کرتے ہیں تاکہ روزے داروں کے لیے سہولت رہے۔

مسئلہ: ماہِ ذوالحجہ کے روزے چوں کہ نفلی روزے ہیں اس لیے ان کے احکام بھی عام نفلی روزے کی طرح ہیں، جن میں سے چند ضروری مسائل درج کیے جاتے ہیں:

روزے کے لیے نیت کا حکم:

روزے کے لیے نیت فرض ہے، بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار، مراقی الفلاح)

نیت کی حقیقت:

نیت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے کہ دل میں یہ نیت ہو کہ میں اللہ تعالٰی کی رضا کے لیے روزہ رکھتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیت کا تعلق دل ہی کے ساتھ ہے اور حقیقی نیت دل ہی کی ہوا کرتی ہے، اس لیے دل میں نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص دل ہی میں نیت کرلیتا ہے اور زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہیں کرتا تو یہ بالکل جائز ہے۔

(ردالمحتار، ماہِ رمضان کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب، فتاویٰ رحیمیہ)

عربی زبان میں نیت کرنے کا حکم:

نیت کے الفاظ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں بھی ادا کر سکتا ہے، اسی طرح نیت عربی میں کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔

عوام میں مشہور عربی نیت کا حکم:

آج کل عوام میں نیت کے یہ الفاظ مشہور ہیں: ”وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهرِ رَمَضَانَ“، حتی

کہ بعض لوگ تو اس کو سحری کی دعا سمجھتے ہیں بلکہ کیلینڈر اور دیگر چیزوں کے ذریعے اس کی اشاعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ سحری کی دعا تو ہرگز نہیں، البتہ ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنا درست تو ہے لیکن یہ الفاظ قرآن وسنت سے ثابت نہیں، اس لیے ان الفاظ کو سنت یا ضروری نہ سمجھا جائے۔ اسی طرح اس کی اشاعت کا اس قدر اہتمام بھی ایک بے بنیاد بات ہے، اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، لوگ صحیح مسئلے سے ناواقف رہتے ہیں۔

نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

<u>نصف النہار شرعی:</u> ''نصف النہار'' کا معنٰی ہے: آدھا دن۔ صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے اس کے آدھے وقت کو ''نصف النہار شرعی'' کہتے ہیں، یعنی شریعت کی نگاہ میں آدھا دن یہیں تک ہوتا ہے۔ (رد المحتار، ماہِ رمضان کے فضائل واحکام، مراقی الفلاح)

نفلی روزے کی نیت رات سے بھی درست ہے اور سحری کے وقت یعنی صبح صادق سے پہلے بھی درست ہے، البتہ جس شخص نے سحری کے وقت بھی نیت نہیں کی یہاں تک کہ صبح صادق کا وقت داخل ہوگیا تو وہ ''نصف النہار شرعی'' سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرسکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ اسی طرح وہ حضرات جو سحری سے رہ جاتے ہوں اور صبح صادق کے بعد ہی بیدار ہوجاتے ہوں تو ان کے لیے بھی اتنی سہولت ہے کہ وہ ''نصف النہار شرعی'' سے پہلے پہلے نیت کرکے روزہ رکھ لیا کریں اس شرط کے ساتھ کہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

(رد المحتار علی الدر المختار، فتاویٰ رحیمیہ، مراقی الفلاح مع نور الایضاح، بہشتی زیور)

(یاد رہے کہ زوال کو ''نصف النہار عرفی'' کہتے ہیں، نفلی روزے کی نیت میں اس کا اعتبار نہیں بلکہ نصف النہار شرعی کا اعتبار ہے۔)

قضااور کفارے کے روزوں کی نیت کب تک کی جاسکتی ہے؟

قضااور کفارے کے روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرنی ضروری ہے، اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کی تو صبح صادق کے بعد ان روزوں کی نیت معتبر نہیں۔ (بہشتی زیور، ردالمحتار)

سحری کا وقت رات ہی کو ہے:

جب صبح صادق طلوع ہونے کا وقت قریب آتا ہے اور رات ختم ہونے لگتی ہے تو رات ختم ہونے سے پہلے پہلے سحری بند کر لینی ضروری ہے، کیوں کہ سحری کا وقت رات کو ہے نہ کہ صبح کو، اس لیے جو لوگ صبح صادق کا وقت داخل ہو جانے کے بعد بھی کھاتے پیتے ہیں ان کا روزہ ہر گز درست نہیں۔

(اعلاء السنن، ماہِ رمضان کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب، فتاویٰ عثمانی)

فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم:

بعض حضرات فجر کی اذان کے دوران بھی کھاتے پیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اذان ختم نہ ہو جائے اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے، یاد رہے کہ یہ کھلی غلطی ہے، کیوں کہ اذان صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہوتی ہے جبکہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے، اس لیے جو لوگ اذان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں وہ در حقیقت رات کے بجائے صبح کو سحری بند کر رہے ہوتے ہیں حالاں کہ اوپر معلوم ہو چکا کہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے نہ کہ دن، اس لیے ایسے حضرات کا روزہ ہر گز درست نہیں۔

سحری بند کرنے میں فجر کی اذان کا کوئی اعتبار نہیں:

اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ سحری بند کرنے میں اصل اعتبار اذان کا نہیں بلکہ صبح صادق کا ہے کہ جب صبح صادق طلوع ہو جائے اس کے بعد کھانے پینے سے روزہ ہوتا ہی نہیں اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو، کیوں کہ اذان تو صبح صادق کے بعد ہی ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح بعض مساجد میں لاعلمی کے باعث صبح صادق سے

پہلے ہی فجر کی اذان دے دیتے ہیں، ایسی صورت میں بھی اصل اعتبار صبح صادق ہی کا ہوگا کہ اگرچہ اذان ہو چکی ہو لیکن چوں کہ صبح صادق طلوع نہیں ہوا ہوتا اس لیے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے تک سحری کھانا جائز ہے۔(امداد الفتاویٰ، ماہِ رمضان کے فضائل واحکام از مفتی محمد رضوان صاحب)

تنبیہ: بہتر یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے چند منٹ پہلے روزہ بند کر لیا جائے تاکہ احتیاط رہے۔

جنابت کی حالت میں روزہ رکھنے کا حکم:

جنابت کی حالت میں بھی روزہ رکھنا درست ہے، اگر کسی شخص کو سحری کے وقت غسل کرنے کی حاجت ہو تو بہتر تو یہ ہے کہ غسل کر کے سحری کر لے، لیکن اگر غسل کرنے کا موقع نہ ہو تو منہ ہاتھ دھو کر سحری کر لے، اور غسل بعد میں کر لے اگرچہ یہ غسل صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

(ردالمحتار، مراقی الفلاح)

افطاری کے احکام:

1: جب سورج ڈوب جائے اور مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا اصل وقت یہی ہے، مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے افطار کرنا ہرگز جائز نہیں۔

2: روزہ افطار کرنے میں اصل اعتبار مغرب کا وقت داخل ہونے کا ہے، مغرب کا وقت داخل ہو جائے تو افطار کرنا جائز ہے اگرچہ اذان نہیں ہوئی ہو۔(اعلاء السنن، ردالمحتار، ماہِ رمضان کے فضائل واحکام)

3: اگر کسی مسجد میں مغرب کا وقت داخل ہونے سے پہلے ہی اذان دے دی گئی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ افطار کے لیے مغرب کے وقت کے داخل ہونے کا انتظار کرنا ضروری ہے۔

4: افطاری کی دعا: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

(سنن ابی داود رقم: 2358، پُرنور دعائیں از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، ماہِ رمضان کے فضائل واحکام)

سحری اور افطاری سے متعلق نہایت ہی اہم مشورہ

بہترین صورت یہ ہے کہ سحر وافطار کے اوقات سے متعلق اپنے شہر کا کوئی مستند نقشہ اپنے پاس رکھا جائے، پھر اسی نقشے کا اعتبار کرتے ہوئے سحر وافطار کا اہتمام کیا جائے کہ نقشے میں جو صبح صادق کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے روزہ بند کر لیا جائے، اور جو مغرب کا وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پہلے ہر گز افطاری نہ کی جائے، ان باتوں پر عمل کر کے غلطی سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ سحر و افطار کے اوقات معلوم کرنے کے لیے اپنے شہر کے کسی معتبر نقشے سے استفادہ کرنے کی کوشش کی جائے جس میں سحر وافطار کے اوقات درج ہوں۔

گزارش: حضرات اہلِ علم اور ائمہ کرام سے دردمندانہ گزارش ہے کہ سحر وافطار سے متعلق عوام کی تفصیلی راہنمائی فرمائیں تاکہ غلطیوں سے حفاظت ہو سکے۔

مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
3 محرم الحرام 1441ھ/3 ستمبر 2019
03362579499